بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشِ آغاز

ان دنوں علمی اور دینی حلقوں میں بلا تکبیر و تسمیہ مشینی ذبیحہ کے بارہ میں ادارۂ تحقیقاتِ اسلامیہ کا فتویٰ زیر بحث ہے۔ سود اور قمار کے جواز، حمر و میسر کی حلت برتھ کنٹرول کو مستحسن اور زکوٰۃ کو ٹیکس اور نصوصِ شریعت کی بجائے صرف عقل کو ابدی قرار دینے کے بعد اب "جھٹکے" کی حلت اور متروک التسمیہ ذبیحہ کی اباحت کا مسئلہ ماشاءاللہ ــــ مگر سوال صرف کسی ایک حرام کو حلال ٹھہرانے کا ہوتا تو بحث و تحقیق کے ذریعہ اس کا احتساب کیا جاتا۔ اب تو یہ معمول بن چکا ہے۔ کہ ہفتہ عشرہ میں اس ٹکسال سے ضرور کوئی ایسا فتویٰ برآمد ہوتا رہے ــــ جس سے پاکستان کی پرسکون فضاء انتشار و افتراق کا شکار رہے۔ اور بالآخر پاکستان کی غیور و متصلب اکثریت کے دینی احساسات ان لادینی "جھٹکوں" کے سامنے مجبور و بے بس اور نیم مردہ ہوکر رہ جائیں ــــ جب سوال پورے دین کا "مثلہ" بنانے اور تمام محظوراتِ شرعیہ کو حلال ٹھہرانے کا ہو تو پھر ادارۂ تحقیقات کو کسی مسئلہ میں ائمہ دین اور فقہاء کے باہمی اختلاف یا قریبی دور کے کسی معاصر، غیر معاصر محقق عالم کی رائے کا سہارا لینے کی کیا ضرورت ہے۔؟ جس طرح جی چاہے فتویٰ داغ سکتی ہے۔ کون ہے جو آڑے آئے۔؟ رہے علماء حق اور دین و شریعت سے باخبر لوگ، تو ان کا مصرف یہ ہے کہ کسی ڈیری فارم کا انتظام سنبھال لیں، یا کوئی مرغی خانہ کھولیں، یا شہد کی مکھیاں پال کر [illegible] پیٹ پالنے کی فکر کریں۔ تاکہ قوم کا کروڑوں روپیہ بچایا جاسکے۔ فتویٰ، دینی تعلیم و تربیت کی تمیز کرانے کا کام اب ادارۂ عالیہ کے سپرد ہے۔ پھر علماء کو کیا حق ہے۔ کہ بقول [illegible] افسر کے "ادارۂ تحقیقات کے ڈائرکٹر کو یتیم" سمجھ کر اس کے پیچھے پڑ جائیں [illegible] سے قربانی کا بکرا بنالیں۔" آہ! یہ دین بے چارہ کتنا مظلوم اور یتیم ہے [illegible] کھلی چھوٹ ہو ــــ اس غریب الدیار کو جھٹکا کرنے کی مہم تو ہو۔ مگر زبان پر دینی مسئولیت کی بنا پر کسی کا حرفِ شکایت [illegible] ب رہا نفس مسئلہ تو ظاہر ہے کہ قرآن و سنت کی رو سے اس قسم کا ذبیحہ حرام ہے۔

[illegible] ماہنامہ الاعتصام

[illegible] دار العلوم کے جلسہ [illegible] دیوبند کا

میں بعض حضرات نے نماز میں تلاوت کردہ آیات کے ترجمہ کے بارہ میں اوقاف بورڈ کے فیصلہ پر تنقید کی) حسب ذیل وضاحت کرانی چاہی ہے جسے ہم بخوشی نقل کرتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اوقاف بورڈ نے صرف اس قدر فیصلہ کیا تھا کہ نماز میں تلاوت کردہ آیات شریفہ کا آسان ترجمہ نماز کے اختتام پر حاضرین کو سنا دیا جائے۔ اس کا مقصد بجز احکام خداوندی کو عوام تک پہنچانے کے کچھ بھی نہیں اور نہ ہی یہ فیصلہ مستقبل میں خدانخواستہ دین میں کسی قسم کی مداخلت کا پیش خیمہ ہے ـــــ

پچھلے کسی شمارہ میں میٹرک کے نصاب سے خلافت راشدہ کے باب کے اخراج سے متعلق محکمہ تعلیم کے اس اقدام کے عواقب پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ اب وزیر تعلیم جناب الحاج محمد علی خان صاحب کیطرف سے اس فیصلہ کے واپس لئے جانے کی اطلاع آئی ہے۔ ہم اس وضاحتی اعلان کا دلی خیر مقدم کرتے ہوئے توقع رکھتے ہیں۔ کہ اس غلط اور ناعاقبت اندیشانہ اقدام کے محرکات کی نقاب کشائی کرائی جائے گی۔ خلافت راشدہ جسکی عظمت و تقدیس اور تعدیل و تنزیہ قرآنی نصوص اور صریح ارشادات رسول پر مبنی ہے۔ یہ عہد سعادت اسلام کی اساس ہے۔ اور گھر کبھی بھی بنیادوں کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا۔ ایک مسلمان ریاست کے لئے لازمی ہے کہ نہ صرف اس عہد زریں کو اپنا اسوہ بنائے بلکہ اس کے احترام و تقدیس کو چیلنج کرنے والی کسی بھی علمی یا نیا یا فکری سرگرمی کا بروقت سختی سے محاسبہ بھی کرتی رہے۔

شاہ ایران کی تاجپوشی دھوم دھام اور شاہانہ طمطراق سے ہوئی۔ اور اب تک اخبارات کے صفحات ان تقریبات کی رنگینیوں اور ہزار ہا ہیروں اور جواہر سے مرصع تاج و تخت کے چرچوں سے معمور ہیں۔ ایک امن پسند مخلص اور حلیف فرمانروا کی مسرتوں کا پہلا تاثر تو ظاہر ہے۔ کہ ہم سب ان کی مسرتوں میں شریک ہوں گے۔ مگر اس کے ساتھ ان تقریبات کا ایک اور پہلو بھی ہے جس سے ایک نگاہ حقیقت بین گریز نہیں کر سکتی۔ کہ تاریخ جدید ہو یا قدیم اپنے آپ کو دہراتی رہتی ہے۔ وہ اگر چاہے تو بیسویں صدی کو بھی دو ہزار سال پیچھے کیطرف لوٹا دے۔ اسکی گرفت اتنی سنگین ہے۔ کہ بیسویں صدی (جو جمہوریت اور سلطانی جمہور کا دور کہلاتا ہے۔) میں کیقباد اور کیخسرو، کسروان فارس یا سلطنت روما کی الف لیلوی داستانیں دہرا سکتی ہے۔ عہد جدید کا "متمدن" انسان خواہ قدامت بیزار